بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ + عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳ | بدھ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۱۷ اخاء ۱۳۶۳ ہش ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۳۶

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کیلئے خصوصی دعا کی درخواست

(از حضرت سیدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

"سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت دن بدن گر رہی تھی اس لئے وہ ڈاکٹروں کے مشورہ سے چند دن ہوئے لاہور برائے تشخیص و علاج تشریف لے گئی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دل کی گہرائیوں سے اس بابرکت وجود کیلئے دعا کریں جو حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ اور ہمارے درمیان ایک زندہ کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ہم سب کو ان کے بابرکت وجود سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِرشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

جو اپنے مولا کریم سے کامل وفاداری کرتے ہیں وہ مصیبتوں میں ڈالے جاتے ہیں

ایمان ہی ہے جس سے ایک کامل الایمان سخت گھبراہٹ اور غموں کے طوفان کے وقت مطمئن اور خوش ہوتا ہے

ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ ہم محبوب حقیقی کی نظر میں اس لائق تو ٹھہرے کہ اس کی راہ میں دکھ دیئے جائیں

"ہر ایک مومن اور پاک باطن اپنے ذاتی تجربہ سے اِس بات کا گواہ ہے کہ جو لوگ صدقِ دل سے اپنے مولا کریم جلشانہٗ سے کامل وفاداری اختیار کرتے ہیں وہ اپنے ایمان اور صبر کے اندازہ پر مصیبتوں میں ڈالے جاتے ہیں اور سخت سخت آزمائشوں میں مبتلا ہوتے ہیں اُن کو ..... لوگوں سے بہت کچھ رنج دِہ باتیں سُننی پڑتی ہیں۔ اور اَنواع و اقسام کی مصائب و شدائد کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ اور نااہل لوگ طرح طرح کے منصوبے اور رنگا رنگ کے بُہتان اُن کے حق میں باندھتے ہیں۔ اور اُن کے نابود کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ یہی عادت اللہ اُن لوگوں سے جاری ہے جن پر اُس کی نظرِ عنایت ہے۔ غرض جو اُس کی نگاہ میں راستباز اور صادق ہیں وہ ہمیشہ جاہلوں کی زبان اور ہاتھ سے تکلیفیں اُٹھاتے چلے آئے ہیں۔ سو چونکہ سُنّت اللہ قدیم سے یہی ہے اِس لئے اگر ہم بھی خویش و بیگانہ سے کچھ آزار اُٹھائیں تو ہمیں شکر بجا لانا چاہیئے اور خوش ہونا چاہیئے کہ ہم اُس محبوبِ حقیقی کی نظر میں اِس لائق تو ٹھہرے کہ اُس کی راہ میں دُکھ دیئے جائیں اور ستائے جائیں۔"

(سرمہ چشم آریہ، اشتہار محک اخیار ص۱)

"بھائیو یقیناً سمجھو کہ نجات ایمان سے وابستہ ہے اور ایمان امورِ مخفیہ سے وابستہ ہے۔ اگر حقائق اشیاء مستور نہ ہوتی تو ایمان نہ ہوتا اور اگر ایمان نہ ہوتا تو نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ ایمان ہی ہے جو رضائے الٰہی کا وسیلہ اور مراتبِ قرب کا زینہ اور گناہوں کا زنگ دھونے کے لئے ایک چشمہ ہے ..... ایمان ہی کی قوت سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور خوارق ظہور میں آتے ہیں اور انہونی باتیں ہو جاتی ہیں۔ پس ایمان ہی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے ..... سو اُٹھو ایمان کو ڈھونڈو اور فلسفہ کے خشک اور بے سُود ورقوں کو جلاؤ کہ ایمان سے تم کو برکتیں ملیں گی۔ ایمان کا ایک ذرّہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے۔ اور ایمان سے صرف آخری نجات نہیں بلکہ ایمان دُنیا کے عذابوں اور لعنتوں سے بھی چھڑا دیتا ہے اور رُوح کے تحلیل کرنے والے غموں سے ہم ایمان ہی کی برکت سے نجات پاتے ہیں۔ وہ چیز ایمان ہی ہے جس سے مومن کامل سخت گھبراہٹ اور قلق اور کرب اور غموں کے طوفان کے وقت اور اُس وقت کہ جب ناکامی کے چاروں طرف سے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور اسبابِ عادیہ کے تمام دروازے مُقفّل اور مسدود نظر آتے ہیں۔ مطمئن اور خوش ہوتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد پنجم ص۲۷۰-۲۷۳)

● اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عاجز کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک!

خاکسار کی اہلیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں ۲۸ جولائی کو ایک دعائیہ خط بھجوایا۔ نیز ہونے والے بچے کا نام تجویز کرنے کی درخواست کی تھی چنانچہ حضور انور نے ازراہِ شفقت اپنے جوابی خط محررہ ۷ اگست ۱۹۸۴ء میں بچے کا نام "تنویر المظفر" تجویز فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ۲۹ ستمبر کو اس عاجز کو بیٹا ہی عطا فرمایا۔ الحمد للہ!

نومولود مکرم چوہدری نذر محمد صاحب آف ادرحمان کا پوتا اور مکرم چوہدری مولا بخش صاحب آف ربوہ کا نواسہ ہے۔

قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیز نومولود کی والدہ کو جلد از جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے کیونکہ نومولود کی پیدائش میجر آپریشن سے ہوئی ہے۔ نیز نومولود اور میرے دوسرے بیٹے عزیزم عطاء المنان کاشف کو صحت و سلامتی والی بابرکت زندگی عطا فرمائے۔ دین حق کا خادم والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین!

(محمود احمد منیب مربی سلسلہ
مقیم کسومو، کینیا)

● اللہ تعالیٰ نے مولانا صدیق احمد صاحب منور مربی زائرے کو ۱۱ اور ۱۲ اکتوبر کی درمیانی شب اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم میاں مہر دین صاحب ٹھیکیدار کا پوتا اور مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب کا نواسہ ہے۔ عزیز کا نام مصطفیٰ احمد منور تجویز ہوا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صالح۔ خادم دین اور ماں باپ کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین!

خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے کبھی گھاٹے میں نہیں رہتے۔

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۵ ہجری
۱۷ اخاء ۱۳۶۳ ہش

انسان کی حالتِ تعبّد اور اس کا درجۂ کمال

اس کائنات کی ازلی ابدی حقیقت جس کے سہارے یہ کائنات قائم ہے اور جس کا نقش اس کے ذرّہ ذرّہ میں موجود ہے ایک ہی ہے اور وہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ یعنی اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہی اس کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہی اس کے محکم و ابلغ نظام کو اس کی پوری جزئیات کے ساتھ چلا رہا ہے۔ حتیٰ کہ درختوں کا کوئی ایک پتا بھی اس کے اذن اور حکم کے بغیر نہیں گرتا۔ یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جسے نوع انسانی کے ذہن نشین کرانے کے لئے انبیاء علیہم السلام یکے بعد دیگرے مبعوث ہوئے چنانچہ ہر نبی نے آکر اپنے زمانہ میں یہی اعلان کیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ اس بنیادی اور ازلی ابدی حقیقت کے اعلان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۔

(الاعراف آیت ۶۰)

ہم ضرور نوح کو رسول بنا کر اس کی قوم کی طرف بھیج چکے ہیں۔ پھر (جب وہ ان کے پاس آیا تو) اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

بعینہٖ یہی اعلان یعنی یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔ حضرت ھودؑ نے قوم عاد کے سامنے، حضرت صالحؑ نے قوم ثمود کے سامنے اور حضرت شعیبؑ نے اہل مدین کے سامنے کیا (الاعراف آیات ۶۶، ۷۴، ۸۶) ان کے علاوہ بھی ہر نبی جو دنیا کے کسی حصہ میں مبعوث ہوا وہ اپنی اپنی قوم کو یہی تلقین کرتا چلا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ تمام نبیوں کا اجتماعی رنگ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِھِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۔

(المومنون آیات ۳۲، ۳۳)

پھر ہم نے ان کے بعد کئی قومیں پیدا کیں اور ہم نے ان قوموں میں انہی میں سے رسول بھیجا (یہ پیغام دیتے ہوئے) کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

جس طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک بنیادی اور ازلی ابدی حقیقت ہے اسی طرح اس حقیقت کا بنیادی اور ازلی ابدی تقاضا یہ ہے کہ صرف اور صرف اسی کی عبادت کی جائے کسی اور کے سامنے سر نہ جھکایا جائے۔ اسی لئے تمام انبیاء جہاں یہ اعلان کرتے رہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہاں ساتھ ہی وہ یہ بھی اعلان کرتے رہے کہ اے لوگو! صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ کسی اور کی عبادت ہرگز جائز نہیں۔ تم پیدا ہی صرف اللہ کی عبادت کے لئے کئے گئے ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جملہ انبیاء کے اس مشن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَاذْکُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَہٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ (احقاف آیت ۲۲)

اور (اے نبی!) عاد کے بھائی (ھود) کو بھی یاد کر جب اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا تھا اور اس (یعنی ھود) سے پہلے بھی کئی نبی گزر چکے تھے اور اس کے بعد بھی ظاہر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک تعلیم دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے واضح فرمایا کہ جس عبادت کو انسان کی پیدائش کا مقصد قرار دیا گیا ہے اور جس کی ہر نبی اپنے اپنے زمانہ میں بڑی شد و مد سے تلقین کرتا آیا ہے اس سے مراد صرف ظاہری عبادات ہی نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد عبادت کی وہ روح ہے جو انسان کی حالتِ تعبّد کو اس کے کمال تک پہنچا کر انسان کو لقائے الٰہی کے عظیم الشان انعام سے سرفراز کرتی ہے چنانچہ آپ انسان کی حالت تعبّد کے درجہ کمال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ۔ خدا تعالیٰ کے سوا ہرگز کسی کی پرستش نہ کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علت غائی یہی عبادت ہے جسے دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مور معبّد۔ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر پتھر اور ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو، اس کا نام عبادت ہے۔

چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اس میں پیدا ہو کر نشوونما پائیں گے اور وہ اثمار شیریں و طیّب اس میں لگیں گے جو اُکُلُھَا دَآئِمٌ کے مصداق ہوں گے۔

یاد رکھو کہ یہ وہی مقام ہے جہاں صوفیوں کے سلوک کا خاتمہ ہے۔ جب سالک یہاں پہنچتا ہے تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے اس کا دل عرش الٰہی بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر نزول فرماتا ہے۔ سلوک کی تمام منزلیں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں کہ انسان کی حالت تعبد درست ہو جس میں روحانی باغ لگ جاتے ہیں اور آئینہ کی طرح خدا نظر آتا ہے۔ اسی مقام پر پہنچ کر انسان دنیا میں جنت کا نمونہ پاتا ہے اور یہاں ہی ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا کہنے کا حظ اور لطف اٹھاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۴، ۶۵)

قطعات

خاتم الانبیاءؐ کا ہے ارشاد ⁂ شاہِ ہر دوسرا نے فرمایا
یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے ⁂ بلکہ یہ دیکھو کہہ رہا ہے کیا؟

جو صداقت ملے کہیں سے تمہیں ⁂ اس کو کر لو قبول تم فی الفور
گم شدہ تھی یہ اپنے ہی گھر کی ⁂ چل پڑے پھر صداقتوں کا دور

(قیس سبائی نجیب آبادی۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرب اور اسلامی ممالک میں سائنسی تخلیقات کی کیفیت

کویت میں اقوام متحدہ کی یونیورسٹی سمپوزیم ۱۹۸۲ء میں

نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام کا یادگار معرکہ آراء خطاب

(ترجمہ و تہذیب: محترم پروفیسر خان حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی۔ ربوہ)

(قسط چہارم)

اسلامی ممالک میں سائنس کا انحطاط

جو اسلامی ممالک میں رہتے ہیں وہ کیوں پیچھے رہ گئے ہیں؟ اس کا یقینی علم کسی کو نہیں۔ بلاشبہ اس کے بعض بیرونی اسباب بھی ہیں مثلاً وہ بربادی جو منگولوں کی وجہ سے ہوئی۔ لیکن شاید یہ تکلیف دہ امر صرف ایک عارضی رکاوٹ کے طور پر تھا۔ چنگیز کے ساٹھ سال بعد اس کے پوتے ہلاکو نے مراغا میں ایک رصدگاہ کی بنیاد رکھی۔ میری ناچیز رائے میں اسلامی دولتِ مشترکہ میں زندہ سائنس پر موت کے اسباب زیادہ تر اندرونی تھے۔ میں آج ان اسباب کا اس جگہ تجزیہ نہیں کروں گا لیکن اس سرسری کو واضح کرنے کیلئے جو اسلامی ممالک میں رہنے والوں پر چھا گئی ہے میں ابن خلدون کا حوالہ دوں گا جو کہ عظیم ترین سماجی تاریخ دانوں اور دنیا کے قابل ترین دانشوروں میں سے ایک تھا۔ جس زمانہ میں سکاٹ لینڈ کے مائیکل اور ڈنمارک کے ہنڈرک نے علم کی تحصیل کے لیے اسلامی دنیا کا سفر کیا ابن خلدون کی تصانیف اس سے ۱۷۰ سال بعد کی ہیں۔ ابن خلدون اپنی کتاب "مقدمہ" میں لکھتا ہے "تھوڑا عرصہ ہوا ہم نے سنا ہے کہ فرینکس (فرانسیسیوں) کے ملک میں اور بحر قلزم (RED SEA) کے شمالی کناروں پر فلسفیانہ علوم کی بڑی ترقی ہو رہی ہے۔ وہاں ان علوم کا مطالعہ ہوتا ہے اور پھر بے شمار کلاسوں میں ان کی تدریس ہوتی ہے اس وقت ان کی باقاعدہ تشریح بڑی تفصیل سے ہوتی ہے۔ ان علوم کے جاننے والے بیشمار ہیں اور ان کو سیکھنے والے طالبعلموں کی تعداد بھی کثیر ہے ..... اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ طبیعیات کے مسائل مذہبی معاملات میں ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے"۔ ابن خلدون کسی اشتیاق اور حسرت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ اس کے الفاظ سے بے حسی ٹپکتی ہے جو دشمنی کی حدوں کو چھوتی نظر آتی ہے اس بے حسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ (اس میدان سے) کٹ گئے۔ الکندی کا طریق کہ علم جہاں سے ملے حاصل کیا جائے بھلا دیا گیا۔ مسلمانوں کی علمی دنیا نے مغرب سے جہاں اب علوم کی تخلیق شروع ہو چکی تھی رابطہ قائم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس سے پانچ صدیاں قبل مسلمانوں نے علم کے حصول کا بڑا شوق دکھایا۔ پہلے انہوں نے قدیم یونانی اور نسطوری علماء کے مراکز کی طرف جو جندیشاپور اور حران میں قائم تھے رجوع کیا جہاں یونانی اور سریانی سے تراجم کیے جا رہے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بغداد، قاہرہ اور دوسرے مقامات پر اعلیٰ تعلیم کے لیے بین الاقوامی ادارے قائم کر رکھے تھے جنہیں بیت الحکمۃ کہا جاتا تھا اور بین الاقوامی رصدگاہیں موسوم بہ شمسیہ بنائی تھیں جہاں تمام ممالک کے سائنسدانوں کے اجتماعات ہوتے تھے۔

اس قسم کے اجتماعات اب نسبتاً زیادہ خوشحال مغربی ممالک میں ہونے لگے ہیں اور ان کا آغاز طلیطلہ (ٹولیڈو) اور سالرنو سے ہوا جہاں پر کہ اس زمانہ کی باوقار سائنسی زبان عربی سے تراجم بڑی تیزی کے ساتھ کیے جا رہے تھے اس کے برعکس ہمارے ممالک میں (احیاء علوم کی) کوئی تحریک جاری نہیں ہوئی۔ ہم نے اپنے آپ کو (علوم سے) الگ تھلگ رکھا اور جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے سائنسی علوم میں ایسی علیحدگی ذہنی موت کے مترادف ہے۔

ابن خلدون کے زمانہ سے یہ ذہنی علیحدگی جاری رہی حتیٰ کہ بڑی بڑی اسلامی مملکتوں مثلاً عثمانی ترکوں کی سلطنت، ایران کے صفویوں کی سلطنت اور ہندوستان کے مغلوں کی حکومت کے زمانہ میں بھی یہی کیفیت جاری رہی پھر اس وقت اسلامی دنیا میں علوم اور سائنسوں کی قاموسی (ENCYCLOPAEDIC) نوعیت خود اپنی ذات میں ایک رکاوٹ بن گئی۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس دور کے (مسلم) سلاطین یا شہنشاہ ان فنی ترقیات سے ناواقف تھے جو یورپی اقوام میں ہو رہی تھیں بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ جس سائنس میں بھی کوئی کام ہوتا وہ مذہبی درسگاہوں میں ہی ہوتا تھا۔ اور وہاں جدت طرازی کی نسبت روائتی طریق کو زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس زمانہ کے سلاطین اہل وینس یا اہلِ جنیوا کی توپ سازی کے فن میں برتری یا پرتگیزیوں کی جہاز سازی اور جہاز رانی میں مہارت سے لاعلم تھے جس کے باعث انہوں نے دنیا کے سمندروں پر بشمول ان سمندروں کے جو اسلامی ممالک کی سرحدوں کو چھوتے تھے نیز حج پر جانے والے راستوں پر اپنا تسلط جمایا ہوا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ پرتگیزیوں کی جہاز رانی میں مہارت کوئی اتفاقی امر نہ تھا بلکہ اسے سائنسی بنیادوں پر ترقی دی گئی تھی اور مستقل مزاجی سے اس پر کام کیا گیا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے شہزادہ ہنری نے جو خود جہاز ران تھا سگریز (SAGRES) کے مقام پر ۱۴۱۹ء میں ایک تحقیقی ادارہ قائم کر رکھا تھا۔ پھر اس وقت بھی جب کہ ہم رشک کرتے ہوئے متعلقہ فنی علوم کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ ہم اس بنیادی تعلق کو جو سائنس اور فنی مہارت میں ہے نہ سمجھ سکے۔

۱۷۹۹ء تک بھی جبکہ سلیم ثالث نے جدید الجرا، علم مثلث (TRIGNOMETRY) میکانیات اور علم منجنیق (BALLISTICS) اور فلزات کی تیاری کا علم (METALLURGY) ترکی میں رائج کیا اور فرانسیسی اور سویڈن کے اساتذہ کی خدمات حاصل کیں تاکہ توپ سازی کے فن میں یورپ کا مقابلہ کیا جا سکے تو وہ ان مضامین میں بنیادی سائنسی تحقیق کی اہمیت کو واضح کرنے میں ناکام رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی یورپ کی کبھی برابری نہ کر سکا۔ اس کے تیس سال بعد محمد علی نے مصر میں کوئلہ اور سونے کے ذخائر کی تلاش اور مساحت کے فن کو سیکھنے کے لیے اپنے آدمیوں کو ٹریننگ دلوائی لیکن اسے یا اس کے جانشینوں کو یہ بات نہ سوجھی کہ وہ اپنے آدمیوں کو لیے منصوبے کے طور پر علم طبقات الارض کے بنیادی علم میں ٹریننگ دلائے۔ آج بھی جبکہ ہمیں اس امر کا احساس ہے کہ فنی مہارت ہی زندگی اور قوت ہے ہم نے پوری طرح اس بات کو نہیں سمجھا کہ اس کے حصول کے لیے کوئی مختصر راستہ نہیں اور یہ کہ بنیادی سائنس اور اس کی تخلیق کو سائنس کے استعمال میں مہارت حاصل کرنے کے لیے شرط اوّل کے طور پر ہماری تہذیب کا جزو بن جانا چاہیئے۔ اگر کوئی شاطرانہ چال کے طور پر یہ نعرہ لگاتا ہے کہ فنی مہارت سائنس کے بغیر بھی ہو سکتی ہے تو جن لوگوں نے ہمارے اندر یہ خیال پیدا کیا ان کے مذموم عزائم صاف نظر آ سکتے ہیں۔ اس کا (یعنی بنیادی سائنس کی) اہمیت کو واضح کرنے کے لیے میں لنڈن اکانومسٹ جیسے باوقار جریدے کی حالیہ اشاعت سے صرف ایک حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں جریدہ مذکور ۲۷ ستمبر ۱۹۸۰ء کے شمارہ میں شمسی توانائی کو پوری طرح قابو میں لانے کے موضوع پر رقمطراز ہے کہ دنیا میں جو اس وقت ایندھن کا تشویشناک مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے اگر اس کا حل شمسی توانائی میں مل سکتا ہے تو یہ مکانوں کی چھتوں پر لگے ہوئے گرمالوں (RADIATORS) سے حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی بنیاد انیسویں صدی کی سائنس اور ادنیٰ درجہ کی فنی مہارت پر ہے۔ اس مسئلہ کا حل تو ہمیں مقداری طبیعیات (QUANTUM PHYSICS) حیاتیاتی کیمیا یا بیسویں صدی کی دوسری سائنسوں میں تلاش کرنا پڑے گا۔ اس زمانہ میں فنی مہارت پر چلنے والی تمام صنعتوں کا انحصار جدید سائنس پر ہے۔

اسلام میں سائنسی علوم کے احیاء کے لیے لازمی شرائط

مسلمانوں نے اپنے سنہری دور یعنی آٹھویں نویں، دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں سائنسی علوم کی کیوں جستجو کی اور انہیں کیوں پروان چڑھایا اس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ وہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تواتر سے دیئے جانے والے احکامات و ہدایات کی پیروی کر رہے تھے۔ سائنسی علوم کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے دمشق یونیورسٹی کے ڈاکٹر اعجاز الخطیب کے اس بیان سے اور کیا چیز موثر ہو سکتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ قرآن کریم میں ۲۵۰ آیات قانون سازی سے متعلق ہیں اور اس کے بالمقابل ۷۵۰ آیات ہیں جو قرآن کریم کا تقریباً آٹھواں حصہ ہیں مومنوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ قدرت کا مطالعہ کریں، غور و فکر سے کام لیں، عقلی استنباط کا بہترین استعمال کریں اور سائنسی کارناموں کو اپنی قومی زندگی کا ایک لازمی جزو بنالیں۔

مجھے اپنے سامعین کو یہ بات یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن علماء کو جو سائنس اور علم سے بخوبی واقف ہیں انبیاء کے وارث ہونے کا خطاب عطا فرمایا ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے منصوبوں اور اس کے جلال کو بخوبی شناخت کرتے ہیں۔ آنحضورؐ نے بڑے واضح الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا ہے "علم" کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے مزید برآں حضورؐ نے اپنے متبعین کو یہ ہدایت دی کہ وہ علم کی تلاش کریں خواہ اس کے لیے کیتھے (CATHAY) جیسے دور دراز مقام تک جانا پڑے۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ عربی زبان میں سائنس کے لیے "علم" کے سوا اور کوئی لفظ نہیں ہے۔ قرآن کریم عالم کی یعنی اس شخص کی جو علم اور سائنس سے خوب بہرہ ور ہو۔ یوں فضیلت بیان کرتا ہے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ

(الزمر - ۱۰)

یعنی تو کہدے کیا علم والے لوگ اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو صرف عقلمند لوگ ہی حاصل کیا کرتے ہیں۔

درحقیقت یہی تاکیدی نصائح تھیں جنہوں نے ساری اسلامی سوسائٹی میں سائنسی شعور پیدا کیا۔ اس عظمت کا ایک فیصلہ کن پہلو یہ تھا کہ اسلامی۔ عرب دولت مشترکہ میں سائنس کی تخلیق کی بڑی حوصلہ افزائی کی گئی۔ ایچ اے آر گب (H. A. R. GIBB) عربی لٹریچر کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے اس کے متوازی سائنسی علوم کے بارے میں لکھتا ہے "دوسری جگہوں کی نسبت اسلام میں سائنس کی ترقی اس بات پر منحصر تھی کہ اعلیٰ مناصب پر فائز لوگ کس حد تک فیاضی سے کام لیتے اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں۔ جہاں مسلم سوسائٹی انحطاط پذیر تھی وہاں سائنس بھی اپنی قوت کھو بیٹھتی تھی لیکن جب تک کسی نہ کسی دارالخلافہ میں شہزادوں اور وزیروں نے سائنس کی سرپرستی میں لذت محسوس کی یا نفع اور شہرت دیکھی علم کی شمع روشن رہی۔ گیارہویں صدی عیسوی تک زیادہ تر یہی صورت رہی۔ اس کے بعد اس سرپرستی کا خاتمہ ہوگیا۔ اس بات کی وضاحت اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ دسویں صدی میں مراد ثالث کے حکم سے استنبول کی رصدگاہ کو اس وجہ سے بحریہ نے اڑایا کہ وہاں پر الغ بیگ کی تیار کردہ فلکیاتی جدولوں کی تصحیح کی گئی تھی۔ علاؤالدین منصور نے جو دیاری شاعر تھا اس واقعہ کو اپنے اشعار میں بڑی خوشی کے انداز میں بیان کیا ہے۔ گویا اس رصدگاہ کی اب ضرورت باقی نہیں رہی تھی اس کے بعد مسلسل انحطاط جاری رہا یہاں تک کہ ولیم ایٹن نے جو عثمانی مملکت میں برطانوی قونصل تھا ۱۸۰۰ء میں لکھا "کسی کو بھی جہاز رانی اور مقناطیس کے استعمال کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ سفر جو پھیلاؤ کا ذریعہ ہے اور دماغ کی اصلاح کرتا ہے ان کے مذہبی کٹھ پسندانہ روح کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ کسی غیر ملکی سے بات چیت حسد کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے سوائے اس کے کہ متعلقہ شخص اس کام پر سرکاری طور پر مامور ہو بالکل بند ہے اس لیے سوائے ایک چالباز کے اگر کوئی شخص توپوں کی تیاری، جہازوں کے بنانے اور اس قسم کی باتوں کا ذکر کرتا ہے تو اسے پاگل سے زیادہ وقعت نہیں دی جاتی"۔ پھر وہ اپنے بیان کو اس طرح ختم کرتا ہے کہ "یہ ایسے لوگوں سے تجارت کرنا پسند کرتے ہیں۔ جو ان کے لیے قیمتی اور مفید اشیاء لائیں اور ان کی تیاری میں خود انہیں کوئی زحمت نہ اٹھانا پڑے"۔

کیا ہم تاریخ کے اوراق کو واپس پلٹ سکتے ہیں اور کیا ہم ایک بار پھر سائنس میں دنیا کے پیش رو بن سکتے ہیں؟ میری ناچیز رائے یہ ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے بشرطیکہ ہماری سوسائٹی بالعموم اور ہماری نوجوان نسل بالخصوص اس کو اپنا مقصود بنالے۔ ہماری سابقہ صدیوں کے اپنے تجربہ اور دوسروں کے تجربہ کی بنا پر ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنا ہوگی کہ حصول مقصد کے لیے کوئی مختصر راستہ موجود نہیں۔ زمانہ حال کے ماحول میں ضروری ہے کہ قوم کے نوجوانوں کو اس جذبہ سے سرشار کیا جائے اور ساری قوم پوری توجہ سے اس کو اپنی منزل مقصود بنالے۔ اس غرض کے لیے اپنی نصف سے زیادہ افرادی قوت کو سخت سائنسی ٹریننگ دلانا ہوگی، بنیادی اور اطلاقی سائنسوں کا علم حاصل کرنا ہوگا اور اپنی قومی آمدنی (GNP) کے ایک تا دو فیصد کو تحقیقاتی کاموں (RESEARCH) اور ترقیاتی کاموں کے لئے وقف کرنا ہوگا اور اس رقم میں سے کم از کم دسواں حصہ خالص سائنس کے لئے مختص کرنا پڑے گا۔ جاپان میں میجی (۱۸۶۸ء) انقلاب کے ذریعہ ایسا ہی کیا گیا اور شہنشاہ نے قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ دنیا کے کناروں تک جہاں سے بھی علم مل سکے حاصل کیا جائے گا۔ آج سے ساٹھ برس پہلے سوویٹ یونین میں بھی یہی کیا گیا اور پیٹر اعظم نے جو اکیڈمی آف سائنسز قائم کی تھی اس میں کارکنوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور یہ مطمح نظر اپنایا گیا کہ ہم نے تمام سائنسی علوم میں دنیا سے آگے بڑھنا ہے آج اس اکیڈمی میں دس لاکھ سائنسدان کام کر رہے ہیں۔ ان کا اپنا اندرونی نظم و نسق ہے اور ان کو سوویٹ تنظیم میں ایسی ترجیحات اور مراعات حاصل ہیں جو دوسروں کے لئے باعث رشک ہیں۔ یہی کارنامہ آج عوامی جمہوریہ چین میں بڑے منظم رنگ میں سرانجام دیا گیا۔ یہ وہی ملک ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعید کیتھے کے الفاظ میں اشارہ فرمایا تھا ان کے سامنے یہ معین ٹارگٹ تھا کہ ہم نے (یونائیٹڈ کنگڈم) دولت برطانیہ سے ہائی انرجی فزکس، فلائی سائنس، علم توالد و تناسل، مائیکرو الیکٹرانکس فیوژن فزکس اور تھرمونکلیر انرجی کے کنٹرول میں نہ صرف برابری کرنی ہے بلکہ ان پر سبقت لے جانا ہے۔ چینیوں نے اس بات کو خوب سمجھ لیا ہے کہ تمام بنیادی سائنس ضروری ہے۔ آج جو علم کی سرحدیں ہیں وہ کل اطلاقی سائنس (APPLIED Science) بننے والی ہیں اور انہیں ہمیشہ سرحدوں پر رہنا چاہیئے۔ اس جگہ یہ یاد دہانی کرانا مفید ہوگی کہ تمام اسلامی ممالک کا مجموعی GNP یعنی مجموعی آمدنی چین سے زیادہ ہے اور افرادی قوت بھی ایسی کم نہیں کہ بہت موثر ہو اور انہیں سائنسی علوم میں چند دہاکوں سے زیادہ کی سبقت حاصل نہیں کیا ہم بھی اپنا یہ نصب العین بنائیں گے کہ کم از کم ان کی ہمسری ہی کریں؟۔

میں قبل ازیں سائنسی علوم کی سرپرستی کا ذکر کر چکا ہوں اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ سائنس کے میدان میں کام کرنے والے کو اپنے کام میں تسلسل اور تحفظ کی ضمانت دی جائے آج ایک عرب یا پاکستانی کو جن کی تعداد برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں تیس ہزار سے زائد ہے زندگی بھر کے لئے خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی علمی صلاحیتیں معیار کے مطابق ہوں۔ انہیں اپنے کام میں تحفظ، عزت اور ترقی کے مساوی مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ ہماری سوسائٹی میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے؟ کیا ہم سائنس دانوں کے درمیان امتیاز نہیں برتتے اور کبھی کبھی ان کی خدمات کو محض اس وجہ سے ختم نہیں کر دیتے کہ ہماری حکومت اس ملک سے جس سے وہ تعلق رکھتے ہیں عارضی طور پر ہی اختلاف رکھتی ہے؟

میں نے اس تقریر میں مسلم عرب اور اسلامی ممالک کی ایک سائنسی دولت مشترکہ کا ذکر کیا ہے اگرچہ سیاسی طور پر ایسی دولت مشترکہ کا قیام ابھی تک نظر نہ آتا ہو لیکن ایسی سائنسی دولت مشترکہ کا وجود اسلام کی ترقی کے دور میں ایک حقیقت کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس وقت وسط ایشیا کے ابن سینا اور البیرونی جیسے عظیم دانشور قدرتی طور پر عربی میں لکھتے تھے اور میرے بھائی ابن الہیثم نے جو ماہر طبیعیات تھا اپنے وطن بصرہ کو جو عباسی خلفاء کی مملکت میں تھا ترک کر کے حکومت کے مخالف گروہ یعنی فاطمی خلیفہ الحاکم کے دربار میں رسائی حاصل کی جہاں اسے عزت اور خراج عقیدت ملنے کا پورا یقین تھا۔ اور یہ سب کچھ اس سیاسی اور مذہبی اختلافات کے باوجود تھا جو ان دونوں حکومتوں میں اس وقت اتنے ہی شدید تھے جتنے آج ہیں۔ سائنس کی دولت مشترکہ کو آج پھر ایک مرتبہ شعوری طور پر اور واضح رنگ میں تسلیم کئے جانے کی ضرورت ہے مذہبی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اور اس امر کی ضرورت ہے کہ اس حقیقت کو نہ صرف ہم سائنس دان تسلیم کریں بلکہ ہماری عرب حکومتیں بھی تسلیم کریں۔ آج ہم سائنس دان جو عرب و اسلامی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں ایک بڑی چھوٹی سی جماعت ہیں جو بین الاقوامی معیاروں کے مطابق اپنے وسائل اور سائنسی تخلیق میں صرف سویں حصہ سے لے کر دسویں حصہ تک ہیں، اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم متحد ہو جائیں اپنے وسائل کو مجتمع کریں اور ہم ایک قوم کی طرح سوچیں اور کام کریں جیسا کہ اب عملاً ہو بھی رہا ہے۔ اس قدرتی ترقی اور نشوونما کی پرورش کے لئے کیا ہم اپنی حکومتوں سے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ ہمیں آئندہ پچیس سال کے لئے مکمل آزادی دے دیں اور اس عرصہ میں اس دولت مشترکہ یا امۃ العلوم سے تعلق رکھنے والے سائنسدانوں کو ایک خاص ذیلی جماعت کے طور پر تسلیم کریں جن کو اندرونی سیاسی اور مذہبی اختلافات کے باوجود ایک تحفظی درجہ حاصل ہو جیسا کہ گذشتہ زمانہ میں اسلامی سائنسی دولت

(باقی صفحہ ۲)

GNP یا Gross National Product سے مراد اشیاء اور خدمات کی کل پیداوار یا ملکی مجموعی مالیت ہے جو ایک ملک ایک سال میں پیدا کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

برنباس کی انجیل میں ایک عظیم الشان خوشخبری

(مکرم عبد المنان صاحب شاہد مربی سلسلہ کراچی)

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ وعزّ اسمہٗ اپنی پاک ومقدس کتاب عظیم قرآن مجید میں اپنے پیارے حبیب سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے:۔

اَلرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ

(اعراف ۷ : ۱۵۸)

اس پوری آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ

"وہ لوگ جو ہمارے اس رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں۔ جو نبی ہے اور اُمّی (اَن پڑھ) ہے۔ جس کا ذکر تورات اور انجیل میں ان کے یعنی یہود و نصاریٰ کے پاس لکھا ہوا موجود ہے وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے سب پاک چیزیں ان پر حلال کرتا ہے اور سب بُری چیزیں ان پر حرام کرتا ہے اور ان کے بوجھ جو ان پر لادے ہوئے تھے اور طوق جو ان کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ان سے دور کرتا ہے پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اس کو طاقت پہنچائی اور اس کو مدد دی اور اس کے نور کے پیچھے چل پڑے جو اس کے ساتھ اتارا گیا تھا وہی لوگ کامیاب و بامراد ہوں گے"۔

اللہ تعالیٰ کے سچے انبیاء علیہم السلام کی صداقت کا ایک یہ بھی معیار ہوتا ہے کہ ان سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کرام اللہ کے الہام پاکر اپنے بعد آنے والے انبیاء کے متعلق پیشگوئی اور خوشخبری دیتے ہیں تاکہ ان کی پیشگوئی پوری ہونے پر لوگوں کا ان پر ایمان لانا اور ان کی کامل اتباع و پیروی کرنا آسان اور مفید اور مبارک ہو اور کسی لحاظ سے ان پر ایمان لانا گراں نہ گزرے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس معیار کے مطابق سرور کائنات نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ سے پہلے گزرے ہوئے نبی اور رسول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بعض عظیم الشان پیشگوئیاں کی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر پوری ہو کر آپ کے سچے اور صادق ہونے کی گواہی دیتی ہیں اس طرح سے آپ پر ایمان لانے کے لحاظ سے عیسائیوں پر اتمام حجت کر دی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ

(سورۃ الصف ۶۱ : آیت : ۷)

اس مکمل آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں جو کلام میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کا بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آگیا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے"۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلالی اور جمالی صفات سے متصف تھے۔ اور اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے رسول اور نبی کا نام احمد قرار دیا ہے۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمالی نبی تھے اس لیے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف جمالی صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرتؐ کا احمد نام کی خوشخبری دی۔ کیونکہ احمد نام صرف جمال پر دلالت ہے یعنی محبت اور پیار اور اخلاق دلائل اور براہین اور نشانات کے ساتھ اپنی رسالت کا فریضہ ادا کرنے والا نبی۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

"ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ"

(سورۃ فتح ۴۸ آیت ۳۰)

یعنی اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کی اعلیٰ صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ان کی حالت اور ان کی صفات حسنہ تورات میں بطور پیشگوئی بیان ہوئی ہیں اور انجیل میں بھی بیان ہوئی ہیں کہ وہ لوگ عبادت گزار اور باہمی محبت رکھنے والے ہونگے الٰہی جماعتیں ہمیشہ بتدریج ترقیات کی منازل طے کرتی ہیں اور ایک چھوٹی سی کونپل سے ایک عظیم درخت بن جاتی ہیں یہ ترقی ان کی سچائی کی علامت اور دلیل حقہ ہوتی ہے۔ اس مثال میں بتایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت آہستہ آہستہ ترقی کر کے عروج حاصل کرے گی۔

یاد رہے کہ مستند تاریخ عالم سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق بیسیوں اناجیل دنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں۔ ان میں سے عہد نامہ جدید میں صرف چار اناجیل متی مرقس لوقا یوحنا ہی مندرج ہیں جو ۳۱۲ عیسوی میں شاہ قسطنطین کے عیسائیت قبول کرنے پر ایک کونسل نے منتخب کیں۔ یہ مقررہ کونسل اپنے بادشاہ کی منظور نظر تھی اس نے اپنی پسند کی مندرجہ چاروں اناجیل کو بیسیوں دیگر اناجیل ہی سے منتخب کر لیا تھا اور ان کے علاوہ دیگر اناجیل کو مسترد کر دیا پھر ان چاروں اناجیل کی حقیقت سب لوگوں پر واضح اور عیاں ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے آئے دن ان میں تحریف و تبدیلی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ"۔ (سورۃ مائدہ ۵ : آیت ۱۴)

یعنی وہ کتاب کے الفاظ کو اپنی جگہوں سے ادل بدل دیتے ہیں اور جس بات کی انہیں نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصہ بھلا بیٹھے ہیں اور تو ان کے چند ایک افراد کے سوا ہمیشہ ان کی طرف سے کسی نہ کسی خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک مقدس حواری حضرت برنباس کی انجیل مقدسہ بھی دُنیا میں پائی جاتی ہے۔ برنباس کی یہ انجیل وی آنا کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

حضرت برنباس کی انجیل میں سرور کائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں واضح اور غیر مبہم عظیم الشان پیشگوئی پائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر حرف بحرف پوری ہوئی اور تمام عیسائیوں پر اتمام حجت قائم کر دی گئی۔

چنانچہ برنباس کی انجیل میں لکھا ہے۔

"اور اسی لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ بے شک رسول اللہ ایک روشنی ہے جو تقریباً تمام مخلوقات کو سرور کرے گا۔ کیوں کہ وہ فہم اور قدرت کی روح سے آراستہ ہے وہ حکمت اور قوت، خوف اور محبت، بینش (عقل) اور اعتدال، محبت اور رحمت کی روح سے آراستہ ہے عدل اور تقویٰ کی روح سے لطف اور صبر کی روح سے۔ ایسی روحیں کہ منجملہ ان کے اس رسول نے اللہ سے سہ چند حصہ اس کا پالیا ہے جو کہ اللہ نے اپنی تمام مخلوقات کو عطا کی ہیں۔ میں نے ہر آئینہ میں اس کو دیکھا اور اس کی تعظیم کی ہے جیسا کہ اس کو ہر ایک نبی نے دیکھا ہے کیونکہ اللہ ان (نبیوں) کو اس (رسول) کی روح بطور پیشگوئی کے عطا کرتا ہے اور جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھے تسکین حاصل ہوئی۔ میں نے کہا اے محمد اللہ تیرے ساتھ ہو اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں کیونکہ اگر میں یہ شرف حاصل کر لوں تو بڑا نبی اور اللہ کا قدوس ہو جاؤں گا۔ اور جب کہ یسوع نے اس بات کو کہا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا"۔

(برنباس کی انجیل فصل ۴۴ آیت ۱۹ تا ۳۳)

(بحوالہ حقیقت عیسائیت صفحہ ۸۴ تا ۸۵)

حضرت برنباس کی انجیل میں اور بھی ایمان افروز پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جنہیں متعصب عیسائیوں نے کسی نو مسلم کی اختراع قرار دیا ہے۔ برنباس کی انجیل کے علاوہ ان کے بعض مکتوبات کا ذکر بھی قدیم یونانی بائیبل کے نسخوں میں پایا جاتا ہے مگر بعد میں ان کو خارج کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں برنباس میں لکھا ہے:۔

"اور رہی یہ بزرگی تو اس کو عنقریب رسول اللہ روشن دلیل کے ساتھ بیان کے ساتھ واضح کر دے گا۔

جو کہ ہر ایک سے زیادہ چیزوں کو جاننے والا ہے۔ اس لیے اللہ نے سب چیزوں کو اس کی محبت سے پیدا کیا۔"

"یہ بدنامی (حضرت مسیح علیہ السلام پر الزامات) اس وقت تک باقی رہے گی جب محمد رسول اللہ آئے گا جو کہ آتے ہی اس فریب کو ان لوگوں پر کھول دے گا۔ جو کہ اللہ کی شریعت پر ایمان لائیں گے۔"

(برنباس فصل ۱۷۶ آیت ۷)

"شاگردوں نے جواب میں کہا کہ اے معلم! وہ آدمی کون ہوگا جس کی نسبت تو باتیں کر رہا ہے اور جو کہ دنیا میں عنقریب آئے گا۔ یسوع نے دلی خوشی کے ساتھ جواب دیا بے شک وہ محمد رسول اللہ ہے اور جب وہ دنیا میں آئے گا۔ تو اس اصل رحمت کے وسیلہ سے جس کو وہ لائے گا انسانوں کے مابین نیک اعمال کا ذریعہ ہوگا۔ پس وہ سفید ابر اللہ کی رحمت سے بھرا ہوا ہے اور یہی رحمت ہے کہ اللہ ایمان والوں پر اس کی پھوار پانی کی بوندوں کی طرح نثار کرے گا۔"

(انجیل برنباس فصل ۱۹۳ آیت ۵ تا ۱۱)

(بحوالہ حقیقت عیسائیت)

برنباس کی انجیل کے علاوہ دیگر اناجیل میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واضح پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں مگر ہم اس موضوع میں صرف برنباس انجیل کی عظیم الشان پیشگوئی بیان کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

- بقیہ صفحہ ۴ -

مشترکہ کو حاصل تھا۔

آخری بات یہ ہے کہ ہماری سائنسی مساعی بین الاقوامی سائنس سے بالکل کٹی ہوئی ہیں۔ یہ حیرانی کی بات ہے کہ سوائے مصر کے جو سولہ یونینوں کا ممبر ہے کوئی اور عرب یا اسلامی ملک پانچ سے زیادہ بین الاقوامی سائنسی یونینوں کا ممبر نہیں اور سائنس کے مختلف شعبوں میں کوئی مالی امداد فراہم نہیں کرتا۔ ہماری مملکتوں کی حدود میں بین الاقوامی تحقیق کا نہ کوئی ادارہ قائم کیا گیا ہے اور نہ واقع ہے۔ اور بہت ہی کم بین الاقوامی سائنسی کانفرنسوں کا یہاں انعقاد ہوتا ہے ہم (سائنس دانوں) میں سے جو اپنے ہی ملک میں کام کر رہے ہوں بہت کم کو بیرونی ممالک کے سائنسی اداروں کو دیکھنے اور سائنسی اجتماعات میں شرکت کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں ایسے سفروں کو بالعموم فضول عیاشی سمجھا جاتا ہے۔ یہ صورت حال ۲۲ عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے عرب ممالک میں تدریسے بہتر ہے اور غیر عرب اسلامی دنیا میں تو حالت بڑی تاریک ہے۔ یہی علیحدگی تھی جس نے اپنے ملک میں کئی برس تدریسی کام کرنے کے بعد بڑے دکھ سے مجھے مجبور کیا کہ میں وطن چھوڑ دوں اسی سبب سے میں نے یہ تجویز پیش کی کہ ٹریسٹے (ITALY) میں طبیعیات کا ایک بین الاقوامی ادارہ قائم کیا جائے تاکہ دوسروں کو میری طرح ایسا تکلیف دہ فیصلہ نہ کرنا پڑے یہ مرکز اقوام متحدہ کی دو ایجنسیوں یعنی IAEA اور UNESCO سے تعلق رکھتا ہے ہر سال اس ادارہ میں سو کے قریب عرب اور مسلم ماہرین طبیعیات کو کام کرنے کا موقع ملتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ان کے اخراجات عرب اور اسلامی منبعوں سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ زیادہ تر اقوام متحدہ، اٹلی اور سویڈن سے حاصل ہوتے ہیں۔

اور یہ صرف انفرادی اور جسمانی انقطاع ہی نہیں ہے جس کا ہم سائنس دان شکار ہیں بلکہ بین الاقوامی سائنس کے طور اور طریقوں سے بھی انقطاع ہے جس رنگ میں ہم اپنے ملکوں میں کوئی سائنسی مہم (کارخانہ یا ادارہ) چلاتے ہیں اور جس طرز پر یہ کام خود مختارانہ طور پر مغرب میں ہوتے ہیں یا روس کی اکیڈمی میں سائنس دانوں کی جماعتوں میں ہوتے ہیں اس میں بڑا فرق ہے۔ نظر تو یہ آتا ہے کہ ہمارے ہاں فنی تنظیموں کا کوئی باقاعدہ طریق رائج نہیں نہ اندرونی نگران کمیٹیاں ہیں نہ فنی خوبی اور کیفیت کی آزادانہ پرکھ کا کوئی طریق ہے نہ ایسی سائنسی فاؤنڈیشن ہیں جہاں سائنس دان ہی منتظم ہوں اور نہ امدادی عطیات کے ہی کوئی آزاد ذرائع موجود ہیں۔

خلاصہ یہ کہ عرب اور اسلامی سائنسی دولت مشترکہ کے احیاء کا انحصار پانچ بنیادی شرائط پر ہے جن کا پہلے موجود ہونا ضروری ہے یعنی ذمہ دارانہ لگن کی موجودگی، فراخدلانہ سرپرستی، تحفظ کا انتظام، اندرونی خود مختاری اور سائنسی مہمات کو بین الاقوامی رنگ دینا۔ (جاری ہے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے والد حضرت چوہدری غلام محمد خانصاحب

(مکرم ڈاکٹر غلام اللہ صاحب۔ ماڈل ٹاؤن لاہور)

میرے والد صاحب حضرت چوہدری غلام محمد خان صاحب نے ۱۸۹۳ء میں حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

میرے دادا جان چوہدری فتح الدین صاحب مرحوم خود احمدی نہیں تھے انہوں نے والد صاحب کو مڈل پاس کرانے کے لیے پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ کے ایک سکول میں داخل کرا دیا۔

پھگواڑہ کے پاس ایک گاؤں حاجی پورہ تھا جس میں خدا کا ایک نیک بندہ حضرت مسیح موعود کا ایک مرید باصفا حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رہتے تھے۔ دادا صاحب نے والد صاحب کو تاکید کہ منشی صاحب سے میل ملاقات رکھیں۔ اور منشی صاحب کے تقویٰ بلند اخلاق اور حسن سلوک سے متاثر ہو کر والد صاحب بھی حضرت مسیح موعود کی غلامی میں داخل ہو گئے۔

حضرت منشی صاحب والد صاحب سے نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ سلسلہ کی کتب۔ رسائل اور اشتہارات اور اخبار جو منشی صاحب کے گھر آتے والد صاحب بڑی باقاعدگی سے مطالعہ کرتے تھے چنانچہ مڈل پاس کرنے تک وہ اچھے خاصے خادم دین بن گئے تھے اور عمر بھر بڑے عجیب اور دلکش انداز سے خدمت دین کرتے رہے ان کا اعلیٰ کردار بھی بذات خود ایک مثال تھا ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت والد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا ایک طریق یہ تھا کہ وہ لوگ جو خلوص دل اور حسن نیت سے بیعت کا خط لکھتے ان کی بیعت جلد قبول فرما لیتے اور بعض کے متعلق حکم ہوتا کہ ابھی مزید غور کریں۔ یا پھر جواب ہی نہ آتا۔ والد صاحب کے ذریعہ بیعت کرنے والوں میں دیگر لوگوں کے علاوہ قاضی عطا الٰہی صاحب پٹواری ساکن گوجرانوالہ۔ راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ مہتمم بندوبست گجرات اور غلام مرتضےٰ صاحب (تھیم) آف جھنگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

والد صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۰۵ء میں قاضی صاحب اور راجہ صاحب کی بیعت کے خطوط میں نے خود لکھے۔ قاضی صاحب کی بیعت کی منظوری جلد آ گئی مگر راجہ صاحب کی نہ آئی۔ راجہ صاحب کو بہت فکر ہوا ہم دونوں نے مل کر بہت دعا کی اور دوبارہ بیعت کا خط لکھا تو منظوری آ گئی۔

قاضی صاحب پٹواری تھے اور احمدی ہونے سے پہلے لوگوں سے رشوت لینے میں حجاب محسوس نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص خط لکھنے سے ایک دن قبل قاضی صاحب کو ۶۰/ روپے دے کر گیا دوسرے دن ایک شخص کو لے کر آیا اور رقم پیش کی مگر قاضی صاحب نے سختی سے رقم لینے سے انکار کر دیا اس نے بڑے تعجب سے وجہ پوچھی کہ کل رقم لے لی اور آج انکار کیوں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے بیعت کا خط لکھوا دیا ہے قاضی صاحب کا یہ جواب سن کر وہ شخص سخت حیران ہوا اور والد صاحب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ آپ نے قاضی صاحب کے اندر کیا پھونک دیا ہے۔ کہ وہ ایک رات میں ہی بدل گئے ہیں۔ اور ان کی کایا پلٹ گئی ہے۔

والد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان ہی دنوں میں چند بڑے بڑے زمیندار میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کو دو ہزار روپے بطور نذرانہ دیں گے۔ اگر آپ صرف یہ لکھ دیں کہ بوجہ مصروفیت ان کے گاؤں کی زمینوں کا بندوبست آپ نہیں کر سکتے کسی اور اہل کار سے کروا لیا جائے۔ بقول ان کے یہ تو رشوت نہیں۔ میں نے چند سیکنڈ توقف کے بعد کہا کہ یہ بھی رشوت ہی ہے میں ضرور یہ کام خود ہی کروں گا۔ اگر میں ان کی خواہش پر عمل کرتا تو کئی غریب لوگوں اور یتیم بچوں کی حق تلفی ہو جاتی چونکہ وہ کسی دوسرے آدمی کو رشوت دے کر اپنا کام حسب خواہش کروا لیتے۔

حضرت مسیح موعود نے ہندوؤں کے لیے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا کئی آریہ اور ہندو تو حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ احمدیت ہو گئے لیکن بے شمار ایسے بھی تھے جو کہ حضور کے اس دعوے کی زبانی تصدیق تو کرتے تھے لیکن عملاً احمدی نہ ہوئے۔

اس کی دو مثالیں والد صاحب کی تحریر کردہ بیان کرتا ہوں۔

والد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۰۶ء میں رسالہ الوصیت کی اشاعت کے بعد میں قادیان گیا تو ایک دن ظہر کی نماز کے بعد حضور البیت المبارک میں ہی لیٹ گئے۔ یہ عاجز دوسرے خدام کے ساتھ حضور کو دبانے لگ گیا میں نے کئی بار حضور پرنور کے چہرہ مبارک کو غور سے دیکھنے کی کوشش کی مگر میری آنکھیں پوری طرح دیکھنے کی تاب نہ لا سکیں ان دنوں باوجود زیادہ عمر کے حضور کے چہرہ پر اتنی رونق تھی اور آنکھوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسی چمک تھی کہ جس طرح سورج کی طرف انسان نہیں دیکھ سکتا اسی طرح حضور کے چہرہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ممکن نہ تھا۔ ایک روز آریوں کی ایک بارات جو "قادیان آئی ہوئی تھی اس کے باراتی حضور کی زیارت کے لئے آ گئے۔ "البیت المبارک" چھوٹی سی تھی اس میں حضور کے ارد گرد پہلے ہی خدام بیٹھے ہوئے حضور کے دیدار سے اپنی پیاس بجھا رہے تھے کہ دس پندرہ آدمی اور آ گئے اس پر حضور اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں بھی آریوں کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ سب کی زبان سے بے ساختہ نکل رہا تھا کہ "سچ مچ کرشن، سچ مچ کرشن" انہوں نے اپنے طریق پر حضور کو ہاتھ باندھ کر سلام کیا۔ کچھ دیر درشن کرنے کے بعد وہ لوگ الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔

والد صاحب اسی سلسلہ میں مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۹۰۸ء کی گرمیوں میں تحصیل کرنال کا سارا عملہ بندوبست کرنال شہر میں جمع تھا ناگاہ برق کی طرح حضور کے وصال کی خبر پہنچی تو یقین نہ آتا تھا۔ مشہور سیاسی لیڈر میاں سر فضل حسین مرحوم کا ایک چچازاد بھائی ساکن بٹالہ ہمارے ساتھ ملازم تھا۔ اس کے ذریعہ جوابی تار دی گئی کہ اس خبر کی تصدیق کریں میں گھبرایا ہوا کبھی ادھر اور کبھی ادھر پھر رہا تھا کہ لالہ ہرکرشن چند صاحب تحصیلدار نے جو کھتری قوم سے تھے مجھے بلا کر پوچھا کہ کیا بات ہے اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو میں نے سب بات بتلا دی۔ کہنے لگے کہ موت تو کسی کے بس میں نہیں موت بھی بھلا جھوٹ ہوا کرتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ وہ سچ مچ کرشن تھے۔ یہ ایک ہندو کے الفاظ تھے جو کہ والد صاحب کا آفیسر تھا اور ان کو جانتا تھا کہ وہ احمدیت کے جاں نثار ہیں۔

آگے چل کر والد صاحب لکھتے ہیں کہ حضور کی وفات سے چند ماہ قبل ۱۹۰۸ء کے شروع میں میرا قانونگو کا امتحان تھا کام کا بہت زور تھا۔ افسروں نے دانستہ یا نادانستہ صرف ایک ہفتہ پہلے مجھے امتحان کی تاریخ کی اطلاع دی میں ایک ہفتہ میں امتحان کی کیا تیاری کر سکتا تھا افسروں سے گلہ شکوہ کرتا رہا وہ یوں کہتے کہ امتحان کیا ہوتا ہے وہی ہے جو تم دن رات کرتے رہتے ہو۔ کام میں تم ہوشیار ہو میں نے کہا کہ کام کرنا اور ہوتا ہے اور امتحان پاس کرنا اور ہوتا ہے والد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس پر مستزاد یہ ہوا کہ میں امتحان سے دو روز پہلے سخت نزلہ اور بخار سے بیمار ہو گیا۔

امتحان کی تاریخ ملنے پر میں نے حضرت مسیح موعود کی خدمت بابرکت میں مفصل خط تحریر کر کے دعا کے لئے لکھ دیا۔ امتحان کے لئے جب کوئی لکھتا تو حضور پر اکثر بہت اثر ہوتا تھا اور حضور بڑے ہی درد کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ خط کا جواب تسلی بخش آنے پر دل میں خوشی ہوئی۔ باوجود بیمار ہونے کے دل پر کوئی بُرا اثر نہ ہوا۔ امتحان کے لئے براستہ دہلی حصار جانا تھا۔ دوسرے دن امتحان ہونا تھا۔ سب امیدوار پڑھتے تھے میں ان سے فقط سنتا جاتا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے پاک پروردگار اگر کل کو امتحان نہ ہو تو پرسوں تک زکام سے افاقہ ہو جائے گا جس کی وجہ سے بہتر صورت ہو جائے گی۔ اللہ تعالےٰ نے عاجز کی دعا سن لی۔

دوسرے دن شیخ امیر الدین صاحب ممتحن نہ آئے تار آئی کہ امتحان اگلے روز ہوگا۔ وہ آئے تو امتحان شروع ہوا امتحان لینے میں ان کی طبیعت بڑی سخت تھی بیالیس اشخاص نے امتحان دینا تھا جن میں ایک میں اور ایک اور شخص یعنی صرف دو آدمی مڈل پاس تھے باقیوں میں سے بعض انٹرینس یعنی میٹرک پاس تھے اور بڑی اکثریت ایف اے اور بی اے تھے۔ امتحان ختم ہوا نتیجہ نکلا تو میں اللہ کے احسان سے امتحان میں نہم نمبر پر امتیازاً پاس ہوا۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کے پیار اور حضرت اقدس کی دعا کی برکت کا ثمرہ تھا خدا کرے کہ ہم سب کو حضرت مسیح موعود کے مریدانِ باصفا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا ہو۔

گمشدہ قلم

مورخہ ۱۴ اکتوبر کو خاکسار گوجرانوالہ سے یہاں آیا تھا اور خلافت لائبریری میں ایک صاحب نے مجھ سے عاریتہً پارکر پین لیا تھا جو مجھے واپس لینا یاد نہ رہا اور جن صاحب کو دیا تھا وہ بھی مجھے واپس کرنا بھول گئے۔ لہٰذا اگر وہ صاحب یہ اعلان پڑھیں تو پتہ ذیل پر میرا پین پہنچا دیں۔

(احسن رشید آف گوجرانوالہ
افضل برادرز گول بازار۔ ربوہ)

ضرورت مددگار کارکن

دفتر صدر عمومی ربوہ میں مددگار کارکن کی آسامی کے لئے ایک صحت مند اور محنتی اور دیانتدار آدمی کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب فوری طور پر اپنی درخواستیں دفتر صدر عمومی میں بھجوا دیں یا خود مقامی احباب آ کر ملیں۔ اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ اور سائیکل چلانا بھی جانتا ہو۔ معقول تنخواہ صدر انجمن احمدیہ کے مطابق دی جائے گی۔ (صدر عمومی)

ولادت

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے چھوٹے بھائی خواجہ عبدالباسط بٹ آف کوپن ہیگن ڈنمارک کو دو بیٹوں کے بعد ایک بیٹی عطا فرمائی ہے۔ الحمدللہ۔
حضور انور نے ازراہِ شفقت اس کا نام "قدسیہ طیبہ" تجویز فرمایا ہے نومولودہ مکرم خواجہ عبدالحی صاحب دارالیمن ربوہ کی پوتی اور مکرم عبدالرزاق صاحب بٹ آف لندن کی نواسی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ خدا تعالےٰ نومولودہ کو عمر و صحت عطا فرمائے اور نیک۔ خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین!
(خواجہ عبدالمومن۔ مومن کلاتھ ہاؤس گول بازار ربوہ)

(۲) خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے بیٹے عزیزم ہبۃ الرحمٰن ایم۔ ایس سی سلمہٗ بہو عزیزہ شمیم رحمان سلمہا کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام ثناء الرحمٰن اور تجویز ہوا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ ثناء الرحمٰن کو نیک بخت اور خادم دین بنائے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو۔ آمین!
(فضل الرحمٰن حسین آباد لیاڈر صدر)

(۳) خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء بروز بدھ دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم عبدالکریم صاحب ماڈرن گارڈ کا دوسرا پوتا ہے۔
احباب سے نومولود کی صحت و سلامتی اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے
(عبدالمجید طارق میل نرس فضل عمر ہسپتال ربوہ)

(۴) اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء بروز جمعۃ المبارک پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم عابد حسین صاحب مرحوم درویش قادیان کی نواسی ہے۔
احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔
(سعید احمد ناصر۔ وکالت تصنیف۔ تحریک جدید)

وضاحت

الفضل مورخہ ۱۰ اکتوبر میں درخواست دعا کے عنوان سے مکرم ٹھیکیدار محمد دین صاحب کا نام سہواً محمد امین چھپ گیا ہے قارئین نوٹ فرمالیں۔ ٹھیکیدار محمد دین صاحب نے دس ہزار روپیہ چندہ تحریک جدید ادا فرمایا ہے۔ آپ خصوصی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔
(وکیل المال اوّل)

تبدیلی سائیکل

خاکسار کی سائیکل کسی اور صاحب کی سائیکل کے ساتھ تبدیل ہو گئی ہے وہ جس کی ہو مجھ سے حاصل کر لیں
(ندیم احمد ناصر آباد۔ مکان ۱۱۱ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

○ خاکسار کی والدہ ان دنوں شدید بیمار ہیں
(ظہیر احمد دارالعلوم وسطی ربوہ)

○ خاکسار دو سال سے دائیں گھٹنے میں درد کی وجہ سے بیمار ہے اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہے۔
(صوفی محمد ابراہیم جالندھری۔ سرگودھا)

○ برادرم ملک سلیم احمد صاحب میرپور خاص میں بیمار ہیں۔
(عبدالحق ٹھیکیدار)

○ میرے والد مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب پچھلے ایک ماہ سے دائیں ٹانگ میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ (مظفر احمد آصف)

○ میری نسبتی بہن بشریٰ بیگم اہلیہ مکرم طاہر احمد تنویر بیمار ہیں۔
(سعید احمد ناصر وکالت تصنیف ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سپین میں وقفِ عارضی

۲۳ قصبوں میں پیغامِ حق

سپین میں چھ سو کلومیٹر کا سفر

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک وقفِ عارضی کے تحت انگلستان سے مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خانصاحب مع بیگم مکرمہ امۃ الحی صاحبہ دس اگست کو دو ہفتہ کے لیے سپین روانہ ہوئے وقف کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب کی رپورٹ کا ملخص سیکرٹری وقفِ عارضی انگلستان نے ہمیں بھجوایا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔

میں اپنی بیگم (صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ) اور بچوں سمیت ۱۰ اگست ۱۹۸۴ء کو دو ہفتہ کے لیے حضرت امام جماعت احمدیہ کی سکیم وقفِ عارضی کے تحت انگلستان سے سپین کے لیے روانہ ہوا۔ اسی روز تین بجے بعد دوپہر ملاگا پہنچا۔ وہاں سے کار کرایہ پر لے کر شام آٹھ بجے قرطبہ پہنچے۔ رات وہاں قیام کیا۔ اور ۱۱ اگست ۱۹۸۴ء کو احمدیہ مشن پیڈرو آباد پہنچے۔ اور جناب سید محمود احمد صاحب ناصر امیر و مربی انچارج کے پاس رپورٹ کی چنانچہ جناب امیر صاحب نے ضروری ہدایات، لٹریچر اور کیسٹس جو سپینش زبان میں تھیں دیگر ہمیں مجوزہ علاقہ قرطبہ کی طرف روانہ کیا۔ ہمارا چھوٹا بچہ بیمار تھا۔ مگر ہم نے توکل بخدا اس دینی مہم کو پیچھے ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ اور بعد دعا اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہمارا وقف صرف دو ہفتوں کے لیے تھا۔ ہماری کوشش تھی کہ وقت کا ضیاع نہ ہو اس احساس نے ہمیں سستانے کی اجازت نہ دی جب باشندگانِ سپین شدت گرما کی وجہ سے (دوپہر کے وقت) گھروں میں آرام کر رہے ہوتے تھے۔ ہم شہر کے بازاروں گلی کوچوں اور ریلوے سٹیشنوں پر چکر لگا رہے ہوتے تھے۔ کہ شاید کوئی متنفس مل جائے جس تک پیغام حق پہنچا سکیں۔ دوپہر کے وقت تو لوگ بہت کم ملتے۔ مگر جب دن ڈھل جاتا تو لوگ گھروں سے نکلنے شروع ہوتے اور ہماری امید بندھتی۔ کہ فریضہ کی ادائیگی کے قابل ہو سکیں گے۔

لوگ گھروں سے نکل کر پلازا یعنی صدر مقام شہر پہنچتے۔ کیونکہ سپین [illegible] شام کو لوگ تفریح کے لیے پلازا ہی جاتے ہیں۔ سو جہاں کچھ مجمع ہوتا ہم بھی رکتے اور میری [illegible] پوش بیوی پہنچ جاتے امۃ الحی ٹیپ لگا دیتیں۔ لوگوں کی توجہ ادھر ہو جاتی اور میں ان میں لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیتا۔

جب میں نے وقفِ عارضی کیا تو امۃ الحی نے کہا میں بھی اس کام میں حصہ لینا چاہتی ہوں۔ چنانچہ اس نے بھی فارم وقفِ عارضی پُر کر کے حضور اقدس کی خدمت میں پیش کیا جسے حضورِ انور نے منظور فرمایا۔ میں حیران تھا کہ یہ برقعہ پوش کس طرح اور کیا دینی خدمت کرے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے رنگ بڑے نرالے ہوتے ہیں۔ ان کا برقعہ پہنے ہوئے مجمع میں کھڑے ہو کر ٹیپ چلانا۔ درحقیقت میرے لٹریچر تقسیم کرنے سے زیادہ موثر تھا کچھ لوگ قہوہ خانوں میں چلے جاتے ہیں یہ دراصل وہاں بطور کلب ہاؤس استعمال ہوتے ہیں۔ ہم وہاں بھی جاتے اور لٹریچر تقسیم کرتے وہ لٹریچر لیتے اور شکریہ ادا کرتے۔

چونکہ موسم گرما تھا۔ بعض جگہوں پر میلے بھی لگے ہوئے تھے۔ ہم وہاں بھی پہنچ جاتے۔ چاروں طرف گانا بجانا ہو رہا ہوتا۔ رنگا رنگ کے سامانِ تفریح ہوتے۔ امۃ الحی اپنی ٹیپ "لگا دیتیں۔ لوگوں کی نظریں ان رنگینیوں سے ہٹ کر اس طرف لگ جاتیں۔ بڑا ہی لطف آتا جب لوگ ادھر سے منہ موڑ کر ہماری طرف متوجہ ہو جاتے۔ اس طرح متعدد سیر گاہوں میں بھی جا کر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

بڑے ہی لطف کی بات ہے کہ ہم گونگے تھے۔ ہمیں سپینش زبان نہ آتی تھی۔ نہ ہم کسی کی سمجھیں نہ کوئی ہماری۔ اگر لٹریچر لینے کے بعد کوئی کچھ پوچھتا۔ تو سوائے تبادلہ مسکراہٹ کے اور کچھ نہ ہوتا۔

میں نے اس امر کا ذکر کرنا اس لیے ضروری سمجھا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جا کر کریں گے کیا۔ زبان تو آتی نہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ بسا اوقات اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا اتنا کام نہیں کرتی جتنا کہ لَا یَنْطِقُ لِسَانِیْ کر جاتی ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقفِ عارضی میں ہمیں ۲۳ قصبوں یا شہروں میں جا کر پیغام حق پہنچانے کا موقعہ ملا۔ جس کے لیے قریباً چھ سو کلومیٹر سفر کیا۔ پونے دو ہزار پمفلٹ تقسیم کیے۔ سینکڑوں بیت البشارت پیڈرو آباد (سپین) کے رنگین تصویر والے پوسٹ کارڈ تقسیم کیے۔ جو بہت ہی مقبول ہوئے۔ نوجوانوں نے ایسی ٹی شرٹس کا مطالبہ کیا جن پر بیت البشارت کی تصویر بنی ہو۔ ان کا خیال ہے ایسی قمیص کا ہونا مشن اور ہمارے مرکز کے لیے بہت ہی عمدہ اور مفید اشتہار ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کے وقفِ عارضی کے بارہ میں تاثرات یہ ہیں:۔

۱۔ وقفِ عارضی کرنا۔ تعلق باللہ اور روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔

۲۔ سپین کے لوگ بڑے خلوص سے پیش آتے ہیں۔ اور دوستانہ انداز سے ملتے ہیں۔

۳۔ احمدیت کا نام سن کر زیادہ توجہ دیتے ہیں اور لٹریچر لینے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

۴۔ لٹریچر مختلف مواضیع اور مختلف عناوین کا ہونا چاہیئے۔

۵۔ وقفِ عارضی پر جانے والے کو کچھ مزید معلومات فراہم کیے جائیں۔

۶۔ جو دوست وقفِ عارضی پر جاتے وقت اپنی برقعہ پوش بیوی کو ہمراہ لے جا سکتے ہوں۔ ضرور لے کر جائیں۔

۷۔ اگر ممکن ہو تو واقفِ عارضی کچھ وقت مشن ہاؤس میں بھی کام کرے۔

(و۔ ت)

وقفِ جدید اور احمدی بچے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث چندہ وقفِ جدید کے متعلق اپنی ایک خواہش بیان فرماتے ہیں:۔

"اس چندہ (وقفِ جدید۔ ناقل) کا ایک حصہ میں نے احمدی بچوں اور بچیوں کی تربیت کی غرض سے ان کے ذمہ لگایا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی احمدی بچہ اور بچی ایسی نہ رہے جو اپنی خوشی سے رضاکارانہ طور پر اپنی جیب خرچ میں سے تھوڑی رقم بچا کر اس تحریک میں پیش نہ کرے۔"

(سیکرٹری وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ہونہار کھلاڑیوں کیلئے

خوشخبری

سامان سپورٹس۔ کرکٹ، ہاکی، والی بال، فٹ بال۔ بیڈمنٹن۔ کیرم بورڈ۔ و ان کے متعلقہ سامان اب ہمارے ہاں معقول نرخوں پر دستیاب ہے۔ تشریف لا کر خدمت کا موقعہ دیں۔

آپ کی خدمت میں پیش پیش

پکٹ اینڈ پے سنٹر

نزد ریلوے کراسنگ ربوہ

داخلہ: الیکٹریشن ریفریجریشن ایئرکنڈیشننگ

شروع ہے۔ مدت کورس ۶ ماہ اور داخلہ کے لئے تعلیمی قابلیت کم از کم مڈل پاس ہے۔ امتحان بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لیتا ہے اور وہی سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ سفری سہولت کیلئے بس کارڈ بھی مہیا کر دیا جاتا ہے۔ کلاسز ۲۵ اکتوبر سے شروع ہوں گی۔ لیٹ داخلہ دو ہفتے تک رہیگا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ادارہ ہذا کے طلباء کورس کے دوران ہی کام کرنے کے قابل بن جاتے ہیں۔ اس سے ادارہ میں پریکٹیکل کرنے کے معیار کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (فون 592)

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

(پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے تسلیم شدہ)

دمہ کورس Asthma Course ۶۰/- روپے

ٹی بی کورس T. B. Course فی کورس ۵۰-۰۰ روپے

تمام کورسز ملک بھر کے دوا فروشوں سے طلبیں، لٹریچر فری

کیور ٹیو سنٹرز

لاہور: مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال
کراچی: خواجہ میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ
راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار
گجرات: مظہر میڈیکل ہال چوک نواب صاحب
گوجرانوالہ: ہومیو دارالشفاء نعمانیہ روڈ، نعمانیہ چوک
منڈی بہاؤالدین: اسراری دواخانہ، کمیٹی بازار
جھنگ: حکیم ارشد جاوید اندرون ممنا گیٹ
اوکاڑہ: ہومیو ڈاکٹر محمد اقبال دیپالپور چوک
وہاڑی: قذافی میڈیکل سٹور کلب روڈ نزد اسلامیہ ہائی سکول
پشاور: اختر میڈیکل سٹور، ہسپتال روڈ۔
کوہاٹ: عزیز اینڈ کو کیمسٹ بنوں روڈ
مردان: ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نیو مارکیٹ
بنوں: حاجی نور الٰہی محمد اکرم کیمسٹ اندرون لکی گیٹ
سکھر: مدنی ٹریڈرز۔ مدنی مارکیٹ
کوئٹہ: غفور میڈیکل سٹور۔ سورج گنج بازار

کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ فون 606-607